نوٹ: عشق نامہ پاک سوسائٹی کے لیے لکھی گئی خصوصی تحریر ہے۔

قسط 5

"دنیا کے چھ ارب ننانوے کروڑ ننانوے لاکھ ننانوے ہزار ننانوے سو ننانوے لوگ بھی اگر آپ کو غیر اہم سمجھیں تو آپ کو فرق نہیں پڑنا چاہیے۔۔۔" وہ کینوس پر سٹروک لگاتے ہوئے بولا۔ کمرے میں چکراتی کسی قدیم زمانے کی خوشبو ہلکے ہلکے بجتے ابدی پیانو کے ساتھ محو رقص تھی۔

جواب میں اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھوٹی تھی۔

"کوئی اتنا مضبوط نہیں ہوتا۔"

"مگر ہونا چاہیے۔"

جو وہ پوچھنا بھول گئی وہ یہ تھا کہ اگر دنیا کے چھ ارب ننانوے کروڑ ننانوے لاکھ ننانوے ہزار ننانوے سو ننانوے لوگ آپ کو اہم سمجھتے ہوں آپ کو تعریف کے قابل سمجھتے ہوں مگر وہ ایک شخص ۔۔۔ تو پھر کیا کرنا چاہیے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ پل پر کھڑی تھی روشنی کے ہالے بنتے تھے۔۔۔ چکر ویو۔۔۔ اسے ایک پرانا کیا ہوا سفر یاد

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

آتا تھا۔۔۔وہ سفر جس میں تمام رستہ سورج کے گرد رنگوں کا ہالہ رہا تھا۔وہ امی ابا کے ساتھ لاہور گئی تھی۔

"تم کہاں ہو۔۔۔؟"ہوا کسی کا پیغام سرگوشی کی صورت اس کے کانوں میں انڈیلتی تھی۔

آج ٹرٹل لیک پر ایونٹ تھا۔اسے اولیویا کے ساتھ ہی جانا تھا مگر صبح وہ اسے یہاں لے آئی تھی۔

The Bridge of Peaceامن کے پل پر۔۔۔

اولیویا نے ستائشی نظروں سے اس کی بالوں کع دیکھا جو کس خوبصورتی سے لچھوں کی صورت ایک دوسرے میں الجھے کمر تک آرہے تھے اور ساتھ آکھڑی ہوئی۔

"ایشیا کا حسن۔"

"تبلیسی بہت خوبصورت ہے۔۔۔"نور ان روشنیوں میں محو بولی تھی۔

اولیویا مسکرائی۔

"آج تم خوش لگ رہی ہو۔۔۔"کم کم ہی نور کے چہرے پر مسکراہٹ آتی تھی۔

"ہاں الیکشن تھے پاکستان میں جسے سپورٹ کرتی تھی وہ پارٹی جیتی ہے۔"

"جب یہاں ہماری پارٹی منتخب ہوئی تھی ہم بھی ایسے ہی خوش تھے۔۔۔اور تب جب میں بہت چھوٹی تھی جب یہاں سے روسی نکلے تو تبلیسی میں جشن کا سماں تھا سوویت یونین سے آزادی ہمارے لیے بہت بڑی بات تھی۔کمیونزم سے آرتھوڈوکس کی آزادی بہت بڑی آزادی تھی۔"

"آزادی خوشی دیتی ہے۔۔۔"وہاں پل کے قریب باغ کی ہریالی میں کچھ لوگ پیانو اور گٹار

لیے جو رجین گیت گا رہے تھے، موسم اور سُر اس کی روح کو سیر اب کرتے تھے۔

"برلن دیوار کا گرنا شاید بہت سے لوگوں کے لیے قیامت تھی مگر ہمارے لیے خوشی کا سامان۔ برلن کی دیوار کا ٹکرا تبلیسی میں موجود ہے جو دوستی کی نشانی مانا جاتا ہے۔میں تمہیں اس سڑک سے گزرتے ہوئے وہ ٹکڑا دکھاؤں گی"۔اس نے پل کی آہنی دھاتی جنگلے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

"اب اگرچہ روس کا اثر ہم پر کم ہو گیا ہے مگر اب بھی ہمارا کوئی بزرگ کسی سیاح کو دیکھتا ہے تو اسے روسی سمجھتا ہے کیونکہ یہاں آتے ہی صرف روسی تھے"۔

"کیپٹلزم اور کمیونزم دونوں ہی نقصان دہ نظام ہیں۔"نور نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔

"سرمایہ دارانہ نظام صرف امیر کی حمایت کرتا ہے اور کمیونزم۔۔۔آپ کچھ بھی کرلیں سب دنیا کے انسان طاقت، کام، ذہانت اور مرتبے اور فرائض میں برابر نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ان کی ایک سے اخراجات اور ضروریات ہوتی ہیں سو یہ ایک عجیب چیز ہے۔۔۔ہاں انسانی حقوق کی بات ہو تو سب برابر ہیں مگر ظاہر ہے مزدور اور سائنسدان کی تنخواہ، رہن سہن اور کمیونٹی میں فرق ہو گا۔پاکستان میں یہ تحریک کچھ عرصے میں ہی دم توڑ گئی۔"

"تو پھر فائدہ مند کیا ہے؟"

"ایک اور نظام رائج ہوا تھا کبھی۔"اس نے بولتے ہوئے کچھ توقف کیا۔"جس میں تم زمین، سونا، چاندی، پیسے کچھ بھی روک کر نہیں رکھ سکتے یا تو تم اسے تجارت اور کاروبار کرو گے اور اگر نہیں بھی کرو گے تو بھی ایک حد سے آگے جب مال تمہارے پاس جمع ہو جائے تو تم زکوٰۃ دو

گے۔زکوٰۃ ایک مخصوص تناسب ہے جو ہر سال اپنے کل مال میں سے نکال کر غریبوں میں بانٹنا ہوتا ہے اور کوئی یہ نہیں چاہے گا کہ مال بغیر منافع خرچ ہوتا جائے سو زکوٰۃ کاروباری نظام کو تقویت دینے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔فوج جو مال غنیمت حاصل کرے گی، زکوٰۃ اور بر آمدات کی کمائی میں سے، بزرگوں، بچوں، بیواؤں کا وظیفہ مقرر ہو گا جس سے وہ اپنی خوراک اور تعلیم کا بندوبست کریں گے۔مزدور کو اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری ادا کر دی جائے گی، وہ نظام جہاں چور ڈاکو اور طوائف بننے کی گنجائش نہیں رہتی۔۔۔نظام صحیح طرح لاگو کیا جائے تو کوئی غریب نہیں رہتا۔ سب برابر ہو جاتے ہیں۔۔۔جو پہلے سے برابر ہیں فرق نہیں پڑتا تمہاری مٹی سرخ ہے، بھوری ہے، سفید ہے، سیاہ ہے، سنہری ہے۔۔۔سب برابر ہیں۔۔۔تم حسین ہو، بدصورت ہو۔۔۔تم طاقتور ہو یا کمزور ہو۔۔۔تم لمبے ہو یا پستہ قد ہو۔۔۔تم سب برابر ہو۔۔۔تم سلطنت کے مالک ہو۔۔۔تم اجرت پر مزدور ہو "اس" کی نگاہ میں تم سب برابر ہو۔۔۔فضیلت صرف تقویٰ کی بنیاد پر ہے۔"

اور جان لو کہ
دائرے میں ہم سب برابر ہیں
جب تم دائرے میں ہو
کوئی بھی تمہارے سامنے نہیں ہے
کوئی بھی تمہارے پیچھے نہیں ہے
نہ کوئی اوپر ہے
نہ کوئی نیچے ہے

یہ مقدس دائرہ

باہمی محبت کو تخلیق کرنے کے لیے

کائنات میں نقش کیا گیا ہے

"یہ ایک حیران کن تصور ہے۔۔۔

مجھے محسوس ہوتا ہے کہ دنیا جنگ عظیم کے بعد اور پھر نائن الیون کے بعد وہ نہیں رہی جو تھی۔اس کی خوبصورتی کو ان دو حادثوں نے نگل لیا ہے۔" اولیویا نے گفتگو ایک اور جانب موڑی تھی۔

"تغیر آتے ہیں قومیں کامیاب ہوتی ہیں، زوال پزیر ہوتی ہیں پھر عروج پر آتی ہیں یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔"

"اور پھر وہ کامیاب قوم اپنے علم اور دولت کا استعمال کر کے خطرناک ہتھیار بنا کر دوسروں پر پابندیاں عائد کرتی پھرتی ہے۔ہر ایک کو اپنا غلام بنالینا چاہتی ہے۔

خود جوہری طاقت کا استعمال کر کے دوسروں کے ساتھ امن کے معاہدے کیے جاتے ہیں۔۔۔تمہیں کیسا محسوس ہوا تھا جب پاکستان جوہری طاقت بنا۔۔۔"

"اس وقت میں بہت کم عمر تھی کہ میں سمجھ سکتی مگر واقعی اگر پاکستان کے پاس یہ طاقت نہ ہوتی تو پاکستان کے لیے اپنا وجود قائم رکھنا زیادہ مشکل ہو جاتا۔

میں جنگ کے حق میں نہیں ہوں مگر میں دفاع میں جنگ کو اور ظالم کو سبق سکھانے کے لیے جائز سمجھتی ہوں۔اگر یہ وجہ بر حق نہ ہوتی تو اللہ خود داؤدؑ کو زرہ کا طریقہ وحی نہ کرتے۔۔۔ذوالقرنین

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

کے ہاتھوں میں تانبا نہ پگھلایا جاتا۔۔۔"اس نے داؤدؑ کا حوالہ اس لیے دیا کہ اولیویا بھی اس شخصیت سے آگاہ تھی۔

"کیا وہ بھارت کو شکست دیں پائیں گے جنگ صرف سرحد پر ہی تو نہیں ہوتی۔"وہ سوچ رہی تھی۔

اور وہاں ایک ویران ہوکتے ساحل پر کوئی اس کی برسوں پہلے ہاتھ سے لکھی کتاب بھینچے بیٹھا تھا۔اور آسمان پر شور مچاتے پرندوں نے اس کی محویت توڑی تھی۔

"اب تو خیر جورجیا یورپی یونین میں شامل ہونا چاہتا ہے۔"

"ترکی کی طرح۔۔۔"نور نے آسمان پر سفید آبی پرندوں کے جھنڈ کو دیکھا جو مسلسل مختلف شکلیں بنا رہا تھا اور ایک دھن ان کی حرکت سے پیدا ہو رہی تھی جیسے قدرت کوئی پیغام تم تک پہنچا رہی ہو مگر جسے تم سمجھ نہیں سکتے۔

تم کہاں ہو نور۔۔۔کہاں ہو؟"""

یہ آنکھیں کبھی بلا وجہ بھی بھیگتی ہیں۔۔۔جو ہم نہیں جانتے وہ دل جانتا ہے۔جو شعور نہیں جانتا وہ لاشعور جانتا ہے۔اور ہم کیا ہیں۔۔۔غرور،خوف،محبت،بھوک،خواہش نفس اور ہم کیا ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

آج وہی دن تھا جس دن نور کے ساتھ وہ واقعہ ہوا تھا جس نے اس کی زندگی بدل دی تھی۔

اسے نہیں پتا کیا ہوا تھا اور کیوں ہوا تھا اور اسی کے ساتھ کیوں ہوا تھا۔۔۔ہونا کیوں ضروری تھا۔اس نے تو کبھی کسی جانور کے ساتھ بھی ہتک آمیز رویہ نہیں اپنایا تھا۔۔۔پھر۔۔۔وہ مجمع لگائے

کھڑا تھا۔وہ جب پہنچی تو وہ کلاس میں مخالف گروپ کے لیڈر سے مُکا لہرا لہرا کے کچھ کہہ رہا تھا۔ان کی کلاس میں دو گروپس تھے۔آپس کی جھڑپیں اور مخالفت چلتی رہتی تھی۔دونوں مخالف سیاسی جماعتوں کے حلیف تھے۔الیکشن قریب تھے سارے شہر کی طرح یونیورسٹی میں بھی اس کی کمپینز جاری تھی۔آئے دن چھوٹی موٹی جھڑپیں ہو رہی تھیں۔وہ سمجھی شاید یہ اسی نوعیت کی بحث چل رہی ہے۔

اسے دیکھتے ہی جو کے چہرے پر مسکراہٹ پھوٹی تھی۔اسے عجیب سا خوف محسوس ہوا تھا اس کے چہرے پر سفاک تاثر تھا آنکھوں میں وحشت تھی۔اسے اپنی طرف بڑھتا دیکھ کر پسینہ ریڑھ کی ہڈی پر بہتا محسوس ہوا تھا جیسے لاشعور کسی ہونے والے واقعے کی خبر دے رہا ہو مگر وہ بے بس تھی قدرت کے اس اشارے کو سمجھ نہیں سکی تھی۔

"یس شی از مائی گرل۔۔۔"اس کا چہرا یوں بھرے مجمعے میں اس کے اس طرح کہنے پر سرخ ہوا تھا مگر فی الوقت سمجھ کچھ نہیں آئی دوسرے پل وہ اس تک پہنچا اس نے بس اتنا دیکھا اس کا ہاتھ اس کی چادر تک گیا تھا دوسرے پل وہ اس کے ہاتھ میں تھی۔

"جو۔"اس نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی۔

بات یہاں تک ختم ہو جاتی تو بھی شاید وہ آنے والے وقت میں خود کو سنبھال لیتی۔

"You don't have what I have...you will never have..."

(تمہارے پاس وہ نہیں ہے جو میرے پاس ہے اور نہ ہو گا۔)

اس نے اب عباس جو کہ اس کا حریف تھا مخاطب کیا۔

عباس شاطرانہ انداز میں ہنسا۔

"چلو پھر کاٹ کر دکھاؤ۔" اس پل اس نے کانوں کے پاس سے اس کے بال ایک جھٹکے میں کاٹے تھے۔دور دور تک پانی پھیل گیا تھا دل تھا یا چشمہ۔وہ ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکی تھی۔۔۔بغیر مزاحمت کیے وہ ساکت کھڑی تھی پھر اس نے خود کو روتے ہوئے سنا۔۔۔کچھ لڑکیاں شاید اس کے پاس آئی تھیں اسے محسوس ہوا ان میں صوفی بھی ہے پھر وہ اسے گھسیٹ کر وہاں سے لیکر جا رہی تھیں۔۔۔پھر وہ سر جھکائے پرنسپل کے آفس میں بیٹھی تھی۔۔۔وہاں ولید کھڑا تھا جس کی شرٹ پر خون کے دھبے تھے۔اسے صرف وہی نظر آیا تھا۔وہ لڑکھڑاتے ہوئے اس تک گئی۔۔۔وہ غصے سے ہانپ رہا تھا۔اس نے ان سرخ دھبوں کو چھوا پھر اس کی طرف بدحواسی سے دیکھا۔

"خون کیوں لگا ہے۔۔۔"ولید کو جھرجھری آئی تھی اس کی حالت پر۔

وہاں کسی نے کہا تھا جو کو نرسنگ کے لیے لے گئے تھے۔

پرنسپل نے دادا کو بلوایا تھا اور جو کے ماں باپ کو بھی۔وہاں سے ولید اسے گھر نہیں لایا تھا سیدھا پارلر لیکر گیا تھا وہ اب حواس میں تھی۔اس کی بات سن رہی تھی اسے دیکھ رہی تھی۔

پارلر والی نے اس کی حالت کے پیش نظر کچھ پوچھا نہیں تھا خاموشی سے اس کی کٹنگ کر دی تھی۔اس نے وہاں قد آدم آئینے میں خود کو دیکھا یہ وہ تو نہیں تھی۔چند گھنٹوں میں وہ کہاں کی مسافت طے کر آئی تھی۔کیا یہ وادی حیرت تھی جہاں اس نے کسی کا اتنا قبیح روپ دیکھا تھا۔اسے محسوس ہوا عورتیں وہاں اس کے بارے میں کھسر پھسر کر رہی ہیں۔وہ دوڑتے ہوئے باہر نکلی۔وہاں سے ولید اسے گھر لے جانے کے بجائے ریستوران لیکر آیا تھا۔

"اس کو یہ غلط فہمی کیسے ہوئی کہ تم اس کے لیے کچھ بھی کر سکتی ہو۔۔۔"اسے اس سوال کی کم

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

از کم توقع نہیں تھی۔

"کیونکہ میں نے اسے یہ غلط فہمی ہونے دی۔۔۔"

اس نے میز پر مکا مارتے ہوئے غصے میں بھڑک کر کہا تھا۔وہ خاموش ہو گیا تھا اتنا کہ اس نے اس کے بعد دو تین تک اس سے بات نہیں کی تھی۔نور کو اس سے خوف آنے لگا تھا۔

پورے دو ہفتے بعد اس نے نور کو مخاطب کیا تھا۔وہ اس سے بیڈ منٹن کھیل کر آیا تھا پسینے میں شرابور جب اس نے دیکھا وہ اتنی شدید گرمی اور دوپہر میں بر آمدے کی سیڑھیوں پر سر گھٹنوں پر رکھے بیٹھی ہے۔

"یہاں کیوں بیٹھی ہو؟"اس نے جواب نہیں دیا تھا چہرا دوسری طرف پھیر لیا۔

"تم چاہتی تو اس کو یونیورسٹی سے نکلوا سکتی تھی۔۔۔"ولید نے دوسری طرف اس کے سامنے آ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"پر میں نہیں چاہتی۔۔۔"اس کی سوجی ہوئی آنکھیں اسے دکھ میں مبتلا کر رہی تھیں۔

وہ گہری سانس لیکر رہ گیا۔اس نے بولنے کے لیے منہ کھولا۔"مجھے نہیں پتا تھا تم اسے۔۔۔تم اسے پسند کرتی ہو۔۔۔"

"کچھ مت کہو۔۔۔کچھ مت پوچھو۔۔۔

بولوں گی تو رو دوں گی۔۔۔

میں جی نہیں سکوں گی۔"اس کا چہرا سرخ ہو رہا تھا۔

وہ اسے دلاسہ دینا چاہتا تھا مگر یکدم الفاظ ذہن سے غائب ہو گئے تھے۔وہ اسے بتانا چاہتا تھا

سمجھانا چاہتا تھا یہ کوئی اتنی بڑی بات نہیں ہے۔۔ کہ یہ زندگی موت کا مسئلہ نہیں ہے۔۔۔ مگر۔۔۔

"ہر چیز اتنی اہم ہے ولید۔۔۔ کہ ایک چیونٹی تک اہم ہے اس کے بغیر دنیا تباہ ہو سکتی ہے اور معمولی اتنی۔۔۔ غیر اہم اتنی۔۔۔ کہ ہر چیز کا بدل پہلے سے موجود ہے۔۔۔ اور ویسے بھی اس نے مجھ سے معافی مانگی ہے اور میں نے معاف کر دیا ہے۔" اس نے بھرائی ہوئی آواز میں اس سے کہا تھا۔

"پر میں نے نہیں کیا۔"

"جانتے ہو اس دن میں نے پہلی بار چاہا کہ خدا مجھے اس منظر سے۔۔۔ اس دنیا سے غائب کر دے۔"

"ان دنوں میرا دل چاہتا تھا میں خودکشی کر لوں۔۔۔ میں اسے بد دعائیں دیتی تھی۔" وہ تبلیسی میں موجود قدیم قلعے میں تھیں وہ اس کو یا شاید اس جنگی قلعے کو اپنی کہانی سنا رہی تھی۔

"اس نے میرا دل اتنی بری طرح توڑا تھا مگر میں اس کو پھر بھی یونیورسٹی سے نہیں نکلوانا چاہتی تھی۔۔۔ شاید میرا لاشعور جانتا تھا پہلے سے کہ کوئی حادثہ ہونے والا ہے مگر۔۔۔ مجھے خود پر سارا سارا دن غصہ آتا رہتا۔ لوگوں کی باتیں۔۔۔ دوستوں کے طنز۔۔۔ میں نے ان دنوں مسلسل پانچ کلو وزن کم کیا تھا۔ مجھے اس کے ساتھ ساتھ خود سے بھی نفرت ہو گئی تھی۔" وہ اب پگڈنڈی پر چل رہی تھیں جو اوپر کی طرف اٹھتی تھی جہاں ہینڈی کرافٹس اور سوئنیرز کے چھوٹے چھوٹے سٹالز تھے۔ آرٹسٹ اپنی پینٹنگز لیکر بیٹھے تھے۔۔۔ اور کلاؤنز تھے جو رستہ روک بیٹھے تھے۔۔۔ ان کی حرکتیں وہاں آئے سیاحوں کے لیے تفریح کا باعث بن رہی تھیں۔ وہاں سے بمشکل گزر کر وہ ایک عورت کے عظیم مجسمے تک پہنچی یہ مجسمہ ایک گرجستانی عورت کا تھا جو تبلیسی پر سایہ کیے رکھتا ہے۔ دیو ہیکل بت۔۔۔ وہ ایک

ہاتھ میں جام اور دوسرے میں تلوار لیے کھڑی ہے جس کا مطلب تھا کہ اگر تم مہمان بن کر آؤ گے تو تمہاری مہمان نوازی کریں گے اور اگر غلط ارادے سے آؤ گے تو تمہیں اس تلوار کا سامنا کرنا ہو گا۔وہاں سے سیڑھیاں نیچے باٹنیکل گارڈن تک اترتی تھیں۔جو کسی طلسم کدے کی مانند تھا۔

انہوں نے نیچے اتر کر ٹکٹ لیا اور وہاں مٹی اور سبزے کی خوشبو میں گم ہو گئیں۔

"تم نے کل چرچ میں فادر کی ڈانٹ کا برا تو نہیں مانا تھا۔" ماریے نے ساتھ چلتے ہوئے پوچھا تھا اسے کل وہ چرچ میں تصویریں لے رہی تھی تو فادر نے اسے خوب ڈانٹ پلائی تھی،وہ اس سے معذرت کرنا چاہتی تھی۔

"بالکل بھی نہیں ہمارے ہاں بھی یوں ہی ہوتا ہے۔"

"میرا اور تمہارا خدا ایک ہے اولیویا۔۔۔تم میری مذہبی کزن ہو۔۔۔"اولیویا نے جواب میں محبت سے نور کا ہاتھ دبایا تھا۔

"میں بھی تو کچھا کچھ تصویریں لے رہی تھی۔"وہ نم سا ہنسی تھی۔جو کی یاد اسے کئی گھنٹے اپنے اثر میں رکھ سکتی تھی۔

"مگر اس آرٹ شاپ۔۔۔اس کے قریب اس درخت اور اس چرچ نے میرا دل فتح کر لیا۔"

وہ عجیب طلسمی دکان تھی۔اس کے باہر سٹفڈ وِچ کا پُتلا تھا اندر وہ اس کی پینٹنگز میں گم ہو گئی تھی۔کتنی دیر وہ اس سے باتیں کرنے کی کوشش کرتی رہی جسے ٹھیک سے انگریزی نہیں آتی تھی۔یہ سب پینٹنگز اس نے اور اس کی بیوی نے مل کر بنائی تھیں۔اور چرچ میں عیسیٰ علیہ سلام کے مجسمے کے سامنے وہ مجسمہ ہو گئی تھی۔

"اگر صائم بھیا وہ شاپ دیکھتے تو بہت خوش ہوتے۔" وہ تھک کر وہاں گرتی آبشار کے قریب بیٹھ گئی تھی۔

اور اگر تم پانی کی درزوں سے ادھر دیکھو تو صائم پانی پر رواں تھا کسی اور جہت میں۔

کیسا لگتا ہے جب آپ کو کوئی آپ سا دکھتا ہے۔۔۔ اس نے صائم کو دیکھ کر وہی محسوس کیا تھا۔
اس میں اور آپ میں ایک غیر مرئی رابطہ ہوتا ہے فرق نہیں پڑتا آپ پاس ہیں یا دور۔

سیاہی مائل سمندر کو دیکھتے لکڑی کے چوکھٹے سے وہ اس چھوٹے سے آبی جہاز میں داخل ہوئے تھے۔

ساحل پر سیاہ پتھر پانیوں میں ڈوبے تھے یہ پانی باسفورس کے تھے۔ جہاز کے اوپر اور نیچے دونوں جگہ بیٹھنے کا انتظام تھا۔ عرشے پر بھی کرسیاں لگائی گئی تھیں سامنے کینٹین تھی جبکہ نیچے بڑا ہال نما کمرہ تھا۔ مائک کے ذریعے جہاز کے چلتے ہی گزرتی جگہوں کے بارے میں تفصیل فراہم کی جانے لگی تھی۔ پانیوں پر سی گلز ڈبکیاں لگا رہے تھے چھوٹے چھوٹے بحری جہاز اور کشتیاں بڑی تعداد میں ان کے سنگ محو سفر تھے۔ وہ استنبول کے مغربی حصے سے مشرق کی طرف محو سفر تھے واپسی کا رستہ بھی یہی تھا۔ سلیمانی مسجد گلاٹا ٹاور وہ ان کی عکس بندی میں مصروف ہو گیا تھا۔ ماریے اسے محو دیکھتی تھی اس کی کہنیوں تک مڑی ہوئی آستینیں۔۔۔ اس سے اٹھتی وہ مخصوص کلون کی مہک، اس کے بھوؤں کے پاس ایک ہلکا سا زخم کا نشان۔۔۔ آبی جہاز کے چلنے سے سمندر کی لہروں میں مدوجزر پیدا ہو رہا تھا اس نے آگے بڑھ کر اسے عکس بند کیا تھا۔ سامنے ایک گزرتے آبی جہاز کی گیلری میں کھڑے لوگ سمندر میں روٹی کے ٹکڑے پھینک رہے تھے وہ عجب منظر تھا کہ اس کے پیچھے پرندوں کا پورا غول اڑتا

https://paksociety.com https://paksociety.com

تھا۔۔۔وہاں سے گزرنے کے بعد انہوں نے وہ پل عبور کیا جو استنبول کے مشرقی حصے کو مغربی حصے سے الگ کرتا تھا یعنی اب ایشیا شروع ہو رہا تھا

اس سے پہلے وہ یورپ میں سفر کر رہے تھے۔

پھر عظیم الشان قلعہ گزرا۔

آسمان کو بادلوں نے ڈھک رکھا تھا سردی شدید تھی اور سفر کرتے ہوئے ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکا تھا کئی لوگ تو اوپر ہی کرسیوں پر سو گئے تھے کئی نیچے جا چکے تھے۔

وہ بہت خوش تھا اس کے چہرے پر ایک عجیب معصومیت تھی۔سورج کی روشنیاں نشے کی مانند منظر دھندلا رہی تھیں، سمندر کی اٹھتی لہریں اور چھینٹیں جیسے سمندر ان کو چھو کر ان کے ہونے کا یقین کر رہا ہو۔۔انہیں پلوں میں پاس سے ایک سرخ کشتی گزری اس پر بیٹھا وہ غمگین آدمی اسے فوکس فلم کے اس بوڑھے آدمی کی یاد دلا رہا تھا جو ایک آبی جہاز میں ہیرو سے ملتا ہے اور اسے اپنی زندگی کی کہانی پڑھنے کے لیے دیتا ہے۔

وہ اور ماریے عرشے پر کافی کے مگ لیکر کھڑے اس نم ہوتے منظر کو دیکھتے تھے۔۔۔پانی میں روشنی کی لہریں آشامل تھیں۔۔۔یہ لہریں سورج کی کرنوں کی وجہ سے پیدا ہو رہی تھیں۔پھر انہوں نے سمندر میں قید ایک چھوٹی سی عمارت دیکھی جہاں سے شِپ نے واپسی کا آغاز کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"جب میں اس پھول کو چھوتا ہوں تو سورج کو چھوتا ہوں مگر جلتا نہیں، جب میں پھول کو چھوتا ہوں تو میں بغیر پرواز کیے اس بادل کو چھو لیتا ہوں جب میں اس پھول کو چھوتا ہوں تو میں اپنے شعور کو

چھوتا ہوں اور تمہارے شعور کو جب تم واقعی ایک پھول کو چھوتے ہو تو تم اس برہمانڈ کو چھو لیتے ہو۔ یہ کائنات نہ ایک ہے نہ کئی جب تم ایک کو چھوتے ہو تو سب کو چھو لیتے ہو جب تم سب کو چھوتے ہو تو ایک کو چھوتے ہو۔" ہالڈن تقریر کر رہا تھا آغاز اس نے ایک مشہور قول سے کیا تھا۔

"جیسا کہ آپ جانتے ہیں کائنات سے اس رشتے کا اظہار کرنا بے حد مشکل ہے سمجھ بھی آ جائے تو الفاظ جوڑنا مشکل لگتے ہیں۔ ہر ایک کے اندر ایک ہی سوال کی صدا ہے وہ کون ہے جو ہے مگر نظر نہیں آتا ہے کہ ایک ملحد کے اندر بھی یہی سوال ہیں کہ کس نے یہ اتنی خوبصورت، متوازن، اصولوں اور قانون والی کائنات کو تخلیق کیا ہے۔"

کچھوا جھیل(Turtle Lake)وہ

کے خوبصورت پانیوں کے کنارے ہالڈن کی تقریر سنتی تھی۔ کچھ دور ٹیلیسکوپس لگائی جا چکی تھیں جن سے عوام اور خاص کر بچوں کو آسمان کی سیر کروائی جانی تھی۔

"خدا ایک منفرد ایک عظیم میتھمیٹیشن ہے۔۔۔" وہ اسے سنتی جا رہی تھی وہ جو اکثر نم آنکھوں سے اسے تکتا وہ آرتھوڈاکس کرسچین تھا۔ ایک بہت پیارا انسان جس سے آپ صرف بھلائی کی توقع کر سکتے ہیں۔

"میرا گھر یہیں قریب ہے میں تمہیں اپنی ماں سے ملوانا چاہتا ہوں۔" اس نے کہا تھا۔

"اگر تم اولیویا کو بھی دعوت دو تو میں چلوں گی۔" وہ اس کا دل رکھنے کے لیے مان گئی تھی۔

اس کے بعد باری باری بہت سے لوگوں نے تقریریں کی تھیں۔ نور کی تقریر اگلے دن تھی سو آج وہ دوسرے کاموں میں مشغول تھی۔

"یہ ایلیفنٹ نیبولا ہے۔" وہ ایک بچے کو دکھا رہی تھی۔

"یہ مریخ ہے۔"

اس سارے خوبصورت اور عظیم مشاہدوں کے بعد جن کا عکس بچوں اور بڑوں کے چہروں پر برابر تصویر ہو رہا تھا

ایک طرف ان کے لیے چائے اور سنیکس کا انتظام تھا جبکہ سٹاف کے لیے کھانا لگایا جا چکا تھا۔

اس نے بینگن کی سبزی جو اخروٹ کے ساتھ یہاں خاص بنتی تھی پلیٹ میں ڈالی۔ وہ یہاں اس کی پسندیدہ ڈش تھی۔

"میں نے اولیویا سے بات کر لی ہے اس ویک اینڈ پر آپ دونوں میرے ساتھ چل رہی ہیں۔" ہالڈن اور اولیویا اس کی طرف آئے تھے۔

وہ ایک پل کے لیے چپ ہو گئی پھر گہرا سانس لیکر اس نے خود کو ایزی کرنے کی کوشش کی۔

"آپ کی تقریر کل ہے؟"

"جی۔۔۔"

"کیسی تیاری ہے کیا کوئی مدد کی ضرورت ہے۔" اس نے ہلکا سا مسکراتے ہوئے سر نفی میں ہلایا۔

وہاں اب موسیقی کا آغاز ہو چکا تھا۔ سٹیج پر اب موسیقار کھڑے تھے۔ ٹیلیسکوپس والی سائیڈ آہستہ آہستہ خالی ہو رہی تھی۔ سب کے ہاتھوں میں کھانے سے بھری پلیٹیں تھیں۔

سٹیج اب موسیقاروں اور گائک نے سنبھال لیا تھا۔ وہ چکرولو جورجین لوک گیت گا رہے

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

تھے۔

1977

میں ناسا نے زمین سے بہت سی آوازیں جن میں جانوروں پرندوں، پانیوں اور لوگوں کی آوازیں شامل تھیں۔۔۔وہیل مچھلی کی آواز، ساحل پر روتے بچے اور لہروں کا شور۔۔۔وویجرون کے ذریعے خلا میں بھیجی تھیں۔یہ سمعی بصری ڈسک تھی جس پر سونے کا پانی چڑھا ہے اس میں تصویروں اور سائنسی معلومات کے ساتھ ساتھ دنیا بھر سے ستائس گیت شامل کیے گئے۔ان میں یہ گیت بھی شامل تھا۔یہ خلائی جہاز اب اربوں سال کی دوری پر ہے۔اس کا مقصد بالفرض اگر خلا میں کہیں زندگی موجود ہے تو شاید۔۔۔شاید وہ اسے پالیں۔

رات گہری ہوتی جاتی تھی۔پس منظر میں گیت کی دھنیں بکھرتی تھیں۔ابھی کچھ لوگ تھے جو ستاروں میں محو تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ قدم اٹھاتا تھا منزل کا تعین تھا مگر جس طرف قدم اٹھتے تھے وہ منزل تو نہ تھی وہ کیا تھا پھر۔۔۔ارد گرد تنگ گلیوں میں چلتے دیواروں دکانوں پر جامنی، نارنجی، سبز رنگوں سے نام لکھے تھے، پیغام لکھے تھے۔وہ کس کے نام تھے شاید اسی کے۔

چھوٹی چھوٹی دکانیں کسی میں ٹوپیاں بیگز تھے، پینٹنگز اور فوٹو گرافز، گٹار اور ریستوران اور رہائشی عمارتیں اور گھر۔راستے میں ایک جگہ ایک قبر آتی تھی وہ اس جگہ کچھ دیر رکا تھا اور اپنے ماں باپ کو یاد کیا یہ قبر پتا نہیں کس کی تھی۔اس نے دیکھا رومیو جیولیوٹ کھڑے تھے باتوں میں محو۔۔۔

وہ جس انداز سے کھڑے تھے یہ نام اس نے خود انہیں اسی وقت دیے تھے۔

گلاٹاٹاور جہاں سے پورا استنبول نظر آتا تھا وہ گولڈن ہارن بھی جس کی زنجیر پر باز نطینی دور میں حملہ آوروں سے بچنے کے لیے آگ بھڑکا دی جاتی تھی۔ وہ اوپر سے دیکھتا تاریخی واقعات کو ذہن میں دہراتا رہا۔

واپسی استقلال سٹریٹ سے ہوئی جس پر برینڈز، مٹھائی کی دکانیں، ریستوران،

موسیقی کے آلات کی دکان، گٹار اور پینٹنگز کی دکانیں تھیں۔ راستے میں موسیقار خانہ بدوش بھی ملے تھے جو پیالہ سامنے رکھے گا رہے تھے۔ ایک ٹرام کی لائینیں ساتھ ساتھ چلتی تھیں پوری استقلال سٹریٹ پر۔ وہ جب تھکن کا شکار ہوا تو اس پر سوار ہوا تھا۔ اس سے پہلے راستے میں ایک پرانی کتابوں اور نقشوں کی دکان تھی۔ پھر وہ کچھ دیر چرچ میں چلا آیا۔ چرچ کی ہیبت اس پر طاری ہونے لگی تھی وہ بھیڑ میں سے گزرتے اندر پہنچا وہاں مریم و ابن مریمؑ کے مجسمے ایستادہ تھے۔ انسان بنا قصور صلیب پر چڑھا دیے جاتے ہیں، نیک انسانوں کو بھی صلیب پر چڑھایا جاتا ہے یہ فلسفہ دنیا کا یہ فلسفہ اسے کبھی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ اچھوں کے ساتھ برا کیسے ہو جاتا ہے اور کیوں ہوتا ہے انبیاء کو کیوں زیادہ آزمائش سے گزرنا ہوتا ہے۔ وہاں دائیں اور بائیں طرف عابدین موم بتیاں جلایا کرتے تھے وہ موم بتیوں کے شعلوں کو کتنی دیر تکتا رہا۔ ان کے لرزتے شعلوں میں روح تھی۔

اور راستے میں کاپیچینو پیتے جانے وہ کس کے ساتھ کی خواہش کی تھی کوئی ان دیکھا جس کی محبت میں وہ شاید اس کائنات کے وجود میں آتے ہی مبتلا ہوا تھا۔ اور سمیرا۔۔۔ اسے بے اختیار وہ یاد آئی تھی مگر اس نے اسے قابل اعتنا نہ جانا تھا اور پھر اس کا چہرا کسی اور چہرے میں گڈمڈ ہوا تھا۔ چلتے

چلتے وہ اس جگہ پہنچا جہاں پوری دیوار چھوٹے چھوٹے رنگین گھروں سے سجائی گئی تھی۔

کچھ دور انہی رنگوں میں سیڑھیاں تھیں۔ آج وہ یونہی راستوں پر دربدر تھا۔ کباتاس پر ٹرین کے ذریعے اتر کر۔۔۔ ٹاپ ہانی۔۔۔ کراکوئے تک پیدل چلتا رہا تھا۔ جب ٹانگوں نے ساتھ چھوڑا تھا ٹرین پر بیٹھ گیا۔ وہ سلیمانی مسجد تک جاتی تھی۔ سلیمانی مسجد جس نے اس کی روح میں بسیرا کر لیا۔ اس کی قدامت، ہیبت، اس کی سرمئی رنگت، سکون، حلاوت اس کے ادھڑے دل کو سینے لگے تھے اس کی رگوں میں بہتے شراروں کی وحشت میں کمی آنے لگی وہ پر سکون ہو گیا تھا۔ صحن میں نوافل ادا کر کے دیر تک وہیں بیٹھا رہا۔ اب اندھیرا پھیل رہا تھا اس نے آسمان کی طرف دیکھا جہاں پرندوں کا جھنڈ محو پرواز تھا۔ جیسے درویش مختلف رنگ کے چوغوں میں محو رقصاں ہوں۔ نیچے لگی روشنیاں ان پر پڑتیں ان کو رنگین کرتی تھیں۔

سلیمانی مسجد کے پیچھے ایک بڑا سپائس بازار تھا (مصالحوں کا بازار)۔ وہاں مصالحوں کا ایک رنگین طوفان تھا۔ یہ کافی پرانا بازار تھا وہاں کچھ دیر گھومنے کے بعد وہ قریبی سٹیشن آیا تھا تاکہ واپس ہاٹل جا سکے۔

ٹرین میں شیشے سے سر جوڑے وہ ایک ہی انداز میں سٹیشن آنے تک بیٹھا رہا تھا۔۔۔ پیچھے دوڑتے منظر، سامنے میک اپ سے مزین خوبصورت چہرے آپس میں مدغم ہوتے تھے۔۔۔ کچھ سیاح زنجیر تھامے کھڑے تھے مگر اس کا دھیان کہیں اور تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ درگاہ میں داخل ہوئی تھی۔ ادھر ادھر بے چینی سے رستہ ٹٹولتے بالآخر اسے اندر جانے کا

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

رستہ نظر آ گیا تھا۔وہ چلتے چلتے ایک مخروطی کمرے میں پہنچی یہ حجم میں درگاہ کے باقی کمروں کی نسبت بڑا تھا۔اس نے وہاں انہیں بیٹھے دیکھا۔ان کے چہرے پر روشندان سے آتی ہلکی دھوپ پڑتی تھی۔وہ ایسے کھڑی ہو گئی جیسے ناموجود ہو۔یہ ابن العربی تھے اندلس کے ابن العربی عظیم صوفی بزرگ اور عالم۔۔۔ستاروں کا علم جاننے والے فقیہ۔

"میں اگلے زمانوں سے آئی ہوں۔" کچھ دیر وہاں کھڑے رہنے کے بعد وہ زمین پر بچھے سرخ قالین پر پاؤں دھرتی ان کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی وہ قران کی تلاوت کر رہے تھے سر جھکا ہونے کے باعث اسے دیکھ نہیں سکے تھے اس کی آواز پر چونکے پھر بیٹھنے کا اشارا کیا۔

ان کی شخصیت کا رعب اس کے دل پر طاری ہو رہا تھا وہ خاموشی سے بیٹھ گئی اور تلاوت سننے لگی۔

انہوں نے تلاوت ختم کرنے کے بعد قرآن غلاف میں بند کیا اور اس کی طرف دیکھا ان کے چہرے پر ایک نمکین مسکان تھی جو ابھر کر غائب ہوئی تھی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ذُوۡ مِرَّۃٍ ؕ فَاسۡتَوٰی (6) وَ ہُوَ بِالۡاُفُقِ الۡاَعۡلٰی (7) ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی (8) فَکَانَ قَابَ قَوۡسَیۡنِ اَوۡ اَدۡنٰی (9)

پھر اس جلوہ نے قصد کیا۔اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارے پر تھا۔پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔پھر خوب اتر آیا۔تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو قوس کا فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم۔

نور سورۃ نجم کی تلاوت کر رہی تھی۔

https://paksociety.com https://paksociety.com

"یہ دیکھیں یہ جو آپ نے اپنی کتاب میں قوس اور قرب کی بات کی ہے میرے زمانے میں یہ ثابت ہوتا ہے کہ شعریٰ کے گرد ایک اور سیارہ محو گردش ہے اور ایک دوسرے کے گرد گردش کرتے ہوئے یہ دو قوس بناتے ہیں تو کیا یہ محض اتفاق ہے کہ جس سورت میں اس ستارے کا ذکر ہے اسی سورت میں دو قوس کا ذکر ہے۔۔۔"

"عقل والوں کے لیے نشانیاں رکھی گئی ہیں۔" وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور بالکل ان کے سامنے دوزانو ہو کر ادب سے بیٹھ گئی۔

اور روشنی کی رفتار سب سے تیز ہے مگر کیا ایسا نہیں ہو سکتا اکہ کچھ ایسا بھی ہو جو روشنی سے زیادہ تیز حرکت کرتا ہو۔۔۔۔میں واقعہ معراج کی بات کر رہی ہوں۔"

"اس رب کے لیے کچھ بھی ناممکن نہیں۔"

"ہاں جب آواز روشنی کا بلبلہ پیدا کر سکتی ہے تو روشنی بھی مزید آگے کچھ پیدا کر سکتی ہے۔"

"اور کیا وورم ہولز آسمان کے دروازے ہیں۔۔۔"

وہ ان سے گفتگو کرتی تھی ان کے پر نور چہرے پر اب روشن مسکراہٹ تھی۔۔۔۔انہوں نے اس بات کا جواب نہیں دیا تھا۔یکدم منظر بدلا

موسیٰ طور پر تھے ان کے ہاتھ میں تختیاں تھیں اور ایک روشنی اس پر حرف کندہ کرتی چلی جا رہی تھی۔

"کیا تم تصور کر سکتے ہو اللہ کا مخاطب کرنا۔"

وہ اٹھ بیٹھی پسینے سے شرابور تھی لکھتے لکھتے وہ سو گئی تھی۔اس نے دیکھا لیپ ٹاپ پر سکرین

https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com
https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com https://paksociety.com

سیور آن تھا وہاں جو کا نام ابھر رہا تھا یہ کوئی جگہ تھی جو اس کے نام کے ساتھ مینشن ہو رہی تھی۔ وہ کچھ دیر دیکھتی رہی پھر بند کر دیا۔۔۔ ایک غمگین منظر تھا۔۔۔

میں نے بچھڑا بنالیا تھا میرے موسٰی طور پر تھے اب کیا میرا سر قلم کر دیا جائے گا۔۔۔

اگلے دن اتنے مہینوں بعد جو اس کے سامنے آیا تھا۔

"کیا تم مجھے معاف نہیں کر سکتی۔"

وہ خاموش کھڑی تھی اسے دیکھ رہی تھی۔

"تو ہم دوست ہیں۔" اس نے اپنی مرضی کا مطلب اخذ کیا۔

اس نے بغیر کچھ کہے قدم آگے بڑھا دیے تھے۔

جو نے نور کو دور جاتے دیکھا تھا مُکا کوریڈور کی دیوار پر مارا تھا۔

"اللہ کون ہیں۔۔۔ وہ جو من و سلوٰی اتارتا ہے یا وہ جو سر قلم کرنے کا حکم دیتا ہے۔۔۔" اس کا سر گھٹنوں پر تھا وہ دادا کے ساتھ بیٹھی تھی۔ وہ جو اس وقت کسی کتاب میں محو تھے اچانک اس کے سوال کرنے پر چونکے تھے۔

"اللہ کو ایسے پہچاننے کی کوشش کرتے ہیں بیٹے جیسے کسی کتاب کے مصنف کو پہچانتے ہیں۔" دادا نے اس کی سرخ متورم آنکھوں کو اپنی انگلیوں سے پونچھتے ہوئے کہا۔ اس کے کٹے ہوئے بال ان کے دل میں ٹیسیں اٹھتی تھیں مگر وہ خاموش تھے اور خاموش رہنا چاہتے تھے۔

"من و سلوٰی کیوں اترتا تھا تاکہ وہ اسے جان لیں۔۔۔" انہوں نے شہادت کی انگلی سے آسمان کی جانب اشارا کیا۔ "اس لیے وہ فارغ کر دیے گئے تھے اللہ کی پہچان کے لیے۔ انفرادی طور پر

https://paksociety.com https://paksociety.com

جس طرح ہر شخص کی ذمہ داری علیحدہ ہے اس طرح قوموں کی ذمہ داری بھی علیحدہ ہوتی ہے۔ان کی اس وقت کی ذمہ داری اللہ کو پہچاننا تھی۔۔۔اور اللہ انصاف پسند ہے اگرچہ اس کی رحمت غصے پر غالب ہے۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆

دو سال مزید وہیں اس نے گزارے تھے پہلا سال جو اسے نظر آتا رہا۔شروع کے چند ماہ اس نے کوشش کی تھی کہ وہ اس سے بات کرلے، تعلق پہلے کی طرح ہو جائے مگر اس کے گم صم رویے سے مایوس ہو کر وہ واپس اپنی زندگی میں مگن ہو گیا تھا۔کچھ عرصے بعد وہ آگے پڑھنے یو ایس چلا گیا۔انہی دنوں نور نے کیمبرج میں اپلائی کیا تھا اور اس کو کال آگئی تھی۔دادا خوش تھے اان دونوں نے ساتھ جانے کا فیصلہ کیا تھا جبکہ ولید اور صائم نے یہیں رہنا تھا۔دادا صائم کی شادی کر کے جانا چاہتے تھے مگر وہ راضی نہیں تھے۔

"کیا ہوا بچے ایسے کیوں بیٹھی ہو۔" پیکنگ کے بعد وہ برآمدے کی سیڑھیوں پر آنکھیں بند کیے بیٹھی تھی۔

"اس نے مجھے بہت نقصان پہنچایا ہے۔" وہ پہلی دفعہ ان کے سامنے اس بارے میں بولی تھی اتنا عرصہ گزر جانے کے بعد۔آنسو یکدم جانے کہاں سے اتنے سارے بھر آئے تھے۔

"میں بال بڑھا نہیں پا رہی۔" اس نے سر ستون پر رکھتے ہوئے نم آواز میں کہا۔

"عطار کا پرندہ ایسی شکایت نہیں کرتا وہ وادی سے گزر جاتا ہے۔" انہوں نے اس کا سر اپنے کاندھے سے لگا لیا۔ان کا کندھا اس کے آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا۔

https://paksociety.com

"لیلی مجنوں، شیریں فرہاد، ہیر رانجھا، سوہنی مہیوال نے وادی عشق میں فنا حاصل کی مگر انہیں اس وادی سے آگے بڑھنا تھا۔ دائرے در دائرے ہیں بڑے دائرے میں داخل ہونے سے پہلے چھوٹے دائرے سے نکلنا ضروری ہے"۔ ایک نئے دیس کی طرف محو پرواز ہوتے ہوئے اس کی سوچ کو ایک نئی جہت ملی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

"یشودھا کو کسی نے کہا کہ کرشنا نے مٹی کھائی ہے جب انہوں نے ڈانٹتے ہوئے منہ کھلوایا تو اندر سارا برہمانڈ نظر آیا۔ دیکھو کیسے منفی برقیہ ذرے (الیکٹرانز) دائروں میں گھومتے ہیں اور ان کی تعداد اور دوسرے ذرے (ایٹم) سے جوڑ انہیں مختلف دھاتوں اور غیر دھاتوں کا روپ دیتا ہے۔۔۔ نشاستہ، چربی، پروٹین تخلیق ہوتے ہیں جو ہماری کھال گوشت اور ہڈی ہیں، پتھر اور پانی، پودے اور جاندار، سیارے اور ستارے۔ تم کبھی آواز کے بغیر نہیں ہو اگر تم ہو تو اپنے اندر بہتے خون کو بھی سن سکو اور شاید یہی وہ حمد ہے جو سب کر رہے ہیں۔ ہم ایک عظیم خاکے (گرینڈ ڈیزائن) کا حصہ ہیں۔ ہم عظیم خاکہ ہیں۔"

"میم کیا ایسا کوئی طریقہ ہے کہ ہم ماضی یا مستقبل میں جا سکیں؟"

"ایسا ممکن نہیں ہے۔۔۔ مگر آپ جانتے ہیں کہ ٹیلیسکوپس ہمیں ماضی دکھاتی ہیں کائنات کا ۔۔۔ اگر ہم روشنی کی رفتار سے تیز کہیں سفر کر سکیں اور دوسری کسی جگہ سے ٹیلیسکوپ کے ذریعے زمین کو دیکھیں تو ہم زمین کا ماضی دیکھ سکتے ہیں مگر یہ ممکن نہیں ہے۔"

"کیا کوئی ایسی جگہ ہے جہاں وقت اور جگہ کا کوئی قانون نہ ہو ہم آزاد ہوں۔"

""ایسا دو جگہوں پر ہے ایک تو وسیع ترین سطح پر جیسا جنت، دوزخ یا اس کائنات سے کہیں باہر۔۔۔

اور دوسرا۔۔۔ پلانکس لینتھ۔۔۔ یہ سب سے کم لینتھ ہے جہاں یہ قانون ٹوٹ جاتے ہیں۔۔۔ اور کوانٹم فزکس شروع ہوتی ہے۔"

"اور خدا کے بارے میں آپ کیا کہتی ہیں کہ میں نے نوٹ کیا ہے زیادہ تر سائنسدان ملحد ہوتے ہیں یا مذہب سے ماورا خدا پر یقین رکھتے ہیں۔"

"مکمل علم کبھی آپ حاصل نہیں کر سکتے مگر اس کی کوشش ضرور کر سکتے ہیں۔ مکمل علم کے لیے جیسا کہ لیونارڈ ڈاونسی نے کہا ہے کہ فن کاری میں چھپی سائنس دریافت کرو اور سائنس میں فن کاری۔ اس کائنات کو ایسے ہی سمجھا جا سکتا ہے۔ نمبر دو بات مشاہدہ کرنا سیکھو دیکھو ہر چیز ایک دوسرے سے ہر وقت رابطے میں ہے اور پوری کائنات مربوط ہے۔۔۔ مذاہب بھی۔ ہم سب ایک انسان کی اولاد ہیں اور یہ مذہب ویسے ہیں جیسے ایک مذہب میں فرقے ہوں ہم مانیں یا نہ مانیں ہم سب کا خدا اور دین ایک ہے۔ اور خدا تک پہنچنے کے لیے آپ کو ہر مذہب کا مطالعہ کرنا ہو گا۔ آخری بات خدا کون ہے۔۔۔

جس نے یہ سب تخلیق کیا۔ ہم کسی کتاب کے مصنف کے متعلق یہ تو نہیں جان سکتے کہ وہ گورا ہے یا کالا۔۔۔ اس کی آواز کیسی ہے وہ کھاتا پیتا کیا ہے مگر ہم اس کتاب کو پڑھ کر یہ بتا سکتے ہیں کہ اس کی سوچ اور شخصیت کیسی ہے۔ اس کائنات اور آسمان اور زمین کو مطالعہ کرنے کے بعد میں نے یہ جانا ہے وہ جو بھی ہے اس کا دل رحم اور محبت سے بھرا ہے مگر وہ شجاعت کو پسند کرتا ہے اسی لیے دنیا میں

https://paksociety.com

وہی جی پاتا ہے جو بہادر ہوتا ہے، وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔۔۔ ہمیں خدا سے آگے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم محدود ہیں تو ہمارے لیے اتنا کافی ہونا چاہیے کہ ہمیں جس نے پیدا کیا ہے اس سے کیا رشتہ ہے اور ہمارے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

مولانا روم کی حکایت ہے جیسے ایک چیونٹی کاغذ پر چلتے ہوئے لکھائی کی اور ایک انگلی کی تعریف کرے، ایک بازو کی، ایک جسم کی پھر ایک جسم کی روح مگر اصل تک پہنچ پانا سب کے بس میں تو نہیں۔"

وہ جواب دینے میں مصروف تھی کہ جھیل کے دوسرے کونے میں جمع گروپ میں شور مچا تھا۔ ان کے کولیگز میں سے کسی نے ساتھی کولیگ کو پروپوز کیا تھا اور اس پل وہ گھٹنوں کے بل زمین پر ہاتھ میں انگوٹھی لیے بیٹھا تھا۔

"میں تم سے محبت کرتا ہوں اور جانے سے پہلے منگنی۔۔۔" اس کے کانوں میں برسوں پہلے کسی کے کہے لفظ چبھے تھے۔

ایک زناٹے دار تھپڑ اس نے سامنے والے کے منہ پر جڑ دیا تھا۔

وہ بھاگتے ہوئے دادا سے ٹکرا گئی تھی۔ دادا نے خاموشی سے اسے جانے کا رستہ دیا تھا غالباً وہ سن چکے تھے۔

اس نے اندر آکر دروازہ بند کر لیا اور انگلینڈ جانے تک بھی اس نے اس سے بات نہیں کی تھی۔

ولید نے عجیب کیفیت میں دادا کو دیکھا تھا۔ وہ شرمندہ نہیں تھا مگر بے عزتی کا احساس اور دادا

سے سامنا وہ بت بنا کھڑا تھا۔

""تمہیں اس کا انتظار کرنا ہو گا۔۔۔

شاید لمبا عرصہ۔۔۔""

وہ جو سوچ رہا تھا دادا نے اس کے برعکس بات کہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیمبریج میں میں اس کی روٹین کسی مشین کی طرح شروع ہوئی تھی۔ صبح دادا کے ساتھ چہل قدمی، اس کے بعد ناشتہ اور پھر یونیورسٹی۔۔۔ وہاں سے لوٹتے سہ پہر ہو جاتی اور پھر اسائینمنٹس، گھر کی صفائی، کھانا، رات کو دادا کی کہانی اور ٹی وی۔ دس بجے وہ خراٹے لے رہی ہوتی۔ ویک اینڈ البتہ مختلف تھے وہ کہیں گھومنے نکل جاتے۔ ولید اور صائم سے ہر ایک دو دن کے توقف سے سکائپ پر بات ہوتی۔

اگلے دن اتوار تھا وہ رات کو ٹیرس میں ٹیلیسکوپ سیٹ کر رہی تھی۔ آج اس نے دادا کو وہ سارے ستارے دکھانے تھے جن کی وہ کہانیاں سنایا کرتے تھے۔ سیریئس، پیلیڈس، قطبی ستارہ اس کے علاوہ مریخ۔ وہ دونوں ساری رات جاگتے رہے تھے۔

"دادا جن کا علم بہت وسیع ہو جاتا ہے وہ خدا کے وجود کے بارے میں شک میں کیوں مبتلا ہو جاتے ہیں۔"

اس نے زحل کے چھلوں اور خلا کی اداسی کو دل میں اترتے محسوس کیا تھا۔۔۔ جانے کیوں ایک پل کے لیے اسے لگا تھا اسکی گردش کا ردھم اور اس کے دل کا ردھم مل گیا ہے۔

"کیونکہ وہ ہر چیز کو دلیل سے بیان کرنا چاہتے ہیں۔"

"سٹیفن ہاکنگ کو لوگ ملحد کہتے ہیں مگر مجھے وہ اگناسٹک زیادہ لگتا ہے۔۔۔یہی کہ اگر اس کے سامنے دلیل آجاتی تو وہ ماننے میں ذرہ بھر تامل نہ کرے۔۔۔مجھے اس کے علم اور کام سے عشق ہے۔"

"ہو سکتا ہے آپ اپنے علم اور دلیل سے خدا کو نہ ڈھونڈ پائے ہوں مگر یہ لوگوں کو نہ کہو۔لوگ تو ویسے ہی ایک دوسرے کو مارنے کے در پہ ہیں اگر خدا کا وجود غائب ہو جائے تو سوچو دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی۔یہی جرمن فلسفی کانٹ کا نظریہ تھا۔"

"اور محمد ﷺ ابو طالب کے سرہانے روتے ہیں۔ابو طالب کو کہتے ہیں وہ ایمان لے آئیں۔" دادا نے کہا تھا۔

"آپ کے خیال میں انسان کو کیوں فضیلت ملی ہے دادا؟" وہ اب تھک کر کرسی پر آ بیٹھی تھی۔

"اس کے شعور اور تجسس کی بنیاد پر۔۔۔

ورنہ فرشتے وہ نام کیوں نہیں جانتے تھے جو آدم جانتے تھے کیونکہ ان میں تجسس نہیں تھا انہوں نے شاید کبھی اللہ سے سوال ہی نہ کیا ہو کہ یہ سب کیا ہے، ان کے نام کیا ہیں یہ کیوں ہیں۔۔۔شاید آدمؑ اس لیے ان سب کے بارے میں جانتے تھے کہ وہ اللہ سے سوال کرتے ہوں۔۔۔پوچھتے ہوں۔"

رات کے اس پہر ہلکی ہلکی نمی اسمان سے اترنے لگی تھی۔وہاں پڑا آج کا اخبار

بھیگ رہا تھا جس میں سامنے صفحے پر تازہ خبریں تھیں۔
میگھن مارکل اور پرنس ہیری کی شادی۔۔۔
فٹ بال ورلڈ کپ کے بارے میں تبصرہ جو چند ماہ بعد ہونا تھا، ناسا راکٹ لانچ کی خبر۔۔۔
دادا نے اٹھ کر ٹیلیسکوپ سے ایک بار پھر زحل کا مشاہدہ کیا تھا۔
"اے مدد کے طالب آسمان پانچ سو سال کی مسافت پر اثر کرنے میں زمین کے نزدیک ہے۔ زحل ستارے تک ساڑھے تین ہزار سال کا راستہ ہے۔ اس کی خاصیت ہر پل عمل کر رہی ہے۔" انہوں نے رومی کے اشعار پڑھے۔
""جانے یہ کونسے ساڑھے تین ہزار سال ہیں۔۔۔
"ایک اور جگہ رومی کہتے ہیں کہ طب اور نجوم انبیا کی وحی ہے۔"
"ہر علم اللہ کی طرف سے آیا ہے حتٰی کہ سوئی دھاگے کا بھی۔۔۔" دادا نے جواب دیا تھا۔
"ہتھیاروں کا اور مٹی میں دفنانے کا بھی۔۔۔" وہ بربڑائی۔
پھر محبت سے ان کے کندھے سے لگ گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

جاری ہے

اس ناول پر اپنی رائے کامنٹ باکس میں دیں